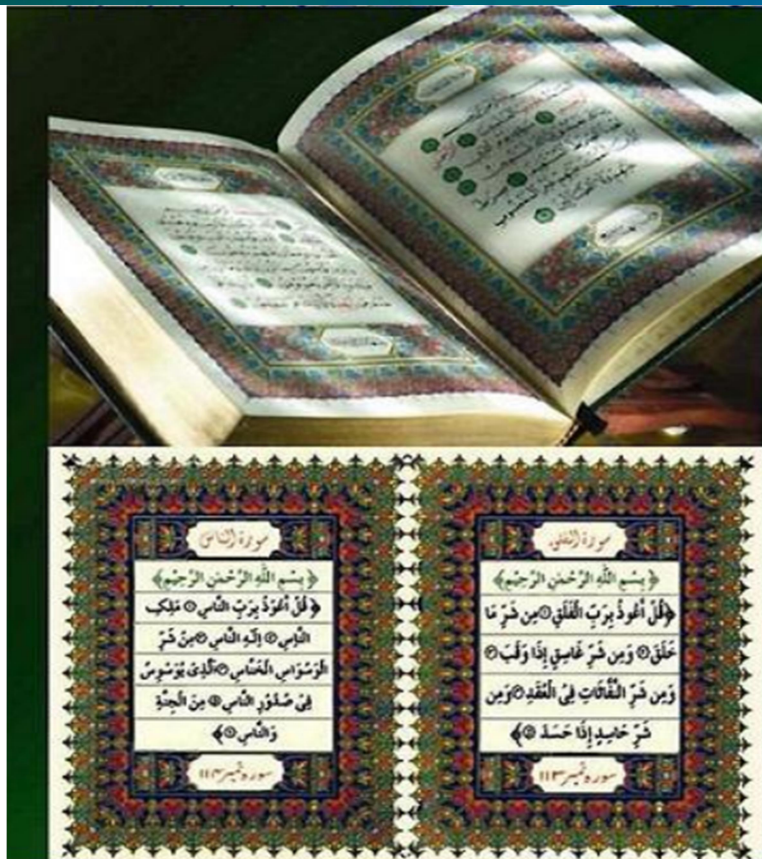


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُعَوِّذَتَيْنِ

MU'AWWIDHATAYN-Fazail, Bar'kaat, Tafseer



قرآن مفصل:

تفسیر طبرانی وغیرہ میں ایک حدیث ہے:

((عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَةِ السَّبْعَ الطَّوَالَ وَمَكَانَ الزَّبُورِ الْمِثْنَيْنِ وَمَكَانَ الْإِنْجِيلِ الْمَثَانِي وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ))^①

”حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تورات کی جگہ مجھے طوال سورتیں دی گئی ہیں، زبور کی جگہ مثنیٰ سورتیں دی گئی ہیں اور انجیل کی جگہ سورہ فاتحہ دی گئی ہے اور مفصل سورتیں (زائد دے کر) مجھے فضیلت عطا کی گئی ہے۔“

اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں: ((فُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ))

① سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۱۴۸۰

”اور اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں مفصل کے ذریعے مجھے فضیلت دی ہے۔“

فضیلت دینے کا معنی یہ ہے کہ یہ قرآن مفصل دوسرے کسی پیغمبر کو عطا نہیں ہوا۔

قرآن کریم کو چار قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے:

① طوال۔ ② مئین۔ ③ مثنیٰ ④ مفصل

① سبع طوال:

قرآن حکیم کی سات ابتدائی لمبی سورتیں عطا فرمائیں:

① سورہ بقرہ ② سورہ آل عمران ③ سورہ نساء ④ سورہ مائدہ ⑤ سورہ انعام

⑥ سورہ اعراف ⑦ سورہ انفال۔

② مئین:

مئین سے مراد قرآن حکیم کی وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو سے دو سو تک ہے:

ان میں سورہ یونس سے لیکر سورہ شعراء تک سورتیں شامل ہیں۔

③ مثنیٰ:

مثنیٰ سے مراد قرآن حکیم کی وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو سے کم ہے:

ان میں سورہ نمل سے لیکر سورہ الحجرات تک کی سورتیں شامل ہیں۔

④ مفصل:

مفصل سورتوں میں سورہ ق سے لیکر آخر سورہ الناس تک کی تمام سورتیں شامل ہیں۔

مفصل کا معنی ہے فصل کیا گیا، فرق کیا گیا، سورہ ق سے سورہ الناس تک کو مفصل اس

لیے کہا جاتا ہے کہ ان میں بار بار فصل ہے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کا۔ چھوٹی

چھوٹی سورتیں ہیں اور بار بار ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کے ذریعے سے فصل

وفاصلہ کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآنِ مفصل کے ذریعے مجھے فضیلت و فوقیت دی گئی ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں لیکن ان کی شان بہت بڑی ہے۔ ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ بعض سورتوں کا مرتبہ بتا دیا گیا اور بعض کا نہیں بتایا۔ مثال کے طور پر سورہٴ اخلاص کا مقام بتا دیا گیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کے بارے میں فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ (سورہٴ اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔“^①

جبکہ صحیح مسلم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)^②

”﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ یعنی سورہٴ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی مسجدِ قبا میں جماعت کرواتے تھے اور ہر نماز کی ہر رکعت کی قراءت میں اس سورہٴ اخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے ان کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے پوچھا:

”تم ہر رکعت میں اس سورت کو کیوں پڑھتے ہو؟“ اُس نے کہا: ((إِنِّي أُحِبُّهَا)) ”مجھے اس سے محبت ہے۔“

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حُبُّكَ إِيَّاهَا أَذْخَلَكَ الْجَنَّةَ))^③

”اس سورت کی محبت کے عوض اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔“

① بخاری مع فتح الباری ۶/۸، ابوداؤد ۲/۵۲، سنن کبریٰ نسائی ۵/۱۶

② صحیح مسلم: ۱۳۴۴

③ صحیح بخاری مع فتح الباری ۲/۲۹۸، ترمذی ۵/۱۶۹، طبع مصر، حدیث: ۲۹۰۱

اس فضیلت کی بنیاد کیا ہے؟ یہ سورہ مفصل سورتوں میں سے ہے۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے قرآن حکیم میں مفصل کے ذریعے فوقیت و برتری دی گئی ہے۔ سورہ فلق اور سورہ ناس بھی مفصل سورتوں میں سے ہیں۔ ان کے بعض فضائل اللہ کے پیغمبر ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔

③ بے نظیر و بے مثل سورتیں:

رسول اللہ ﷺ کی ایک طویل حدیث ہے جس میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: يَا عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! اصِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: يَا عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! أَمْلِكْ لِسَانَكَ وَأَبِكْ عَلَى خَطِيئَتِكَ وَلْيَسَعَكَ بَيْتُكَ، قَالَ: ثُمَّ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: يَا عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! لَا أَعْلَمُكَ سُورًا مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَةِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ لَا يَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيهَا ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾))^①

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے عقبہ! جو قطع رحمی کرے اس سے تو صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم رکھے تو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر۔“

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ! اپنی زبان کو روک، اپنے گناہوں پر آنسو بہا اور اپنے گھر میں بیٹھا رہ۔“ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عقبہ! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سناؤں کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات میں نازل ہوئی ہیں نہ زبور میں نہ انجیل میں اور نہ فرقان (قرآن) میں۔ سن! تجھ پر کوئی ایسی رات نہ گزرنے پائے جس میں تو یہ سورتیں نہ پڑھے۔ ① ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ② ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ③ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾“

بعض نصائح رسول ﷺ:

- اللہ کے پیغمبر ﷺ نے کچھ نصیحتیں کی۔ وہ نصیحتیں بھی قابل غور اور قابل فکر ہیں اور خاص طور پر وہ ہمارے اس دور کی ضرورت ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:
- ① اے عقبہ! تمہارا جو رشتہ دار تم سے تعلق توڑے تم جوڑو۔
 - ② اور جو تمہیں محروم کرے تم اُس کو دو۔
 - ③ اور جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو۔
- پھر واپس گئے تو فرمایا:
- ④ اے عقبہ! اپنی زبان پر کنٹرول رکھو۔
 - ⑤ اور کوئی گناہ ہو جائے تو رویا کرو۔ اور یہ رونا ندامت کی نشانی ہے۔
- اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:
- ((الْأَلَدُمُ تَوْبَةً)) ⑥ ”گناہ پر ندامت توبہ ہے۔“

اور فرمایا:

① ابن ماجہ: ۴۲۵۲، حاکم ۴/۲۴۳، ابن حبان: ۲۴۵۲ للتفصیل تخریج سوئے حرم حدیث: ۳۴

⑥ زیادہ کوشش یہ کرو کہ اپنے گھر رہا کرو اور یہ اسلیئے کہ بازار فتنہ و فساد و شر کے مراکز ہیں۔ یہاں بے مقصد گھومنے اور جانے کی بجائے زیادہ کوشش یہ کیا کرو کہ اپنے گھر رہا کرو۔ اور پھر فرمایا:

④ ”اے عقبہ! کیا میں تمہیں کچھ سورتیں نہ سکھاؤں کہ اُن سورتوں جیسی سورت نہ تورات، زبور، انجیل میں اتری اور نہ فرقان (قرآن) میں موجود ہے۔ وہ تین سورتیں الاخلاص، الفلق اور الناس ہیں۔“
پھر فرمایا:

⑧ ”اے عقبہ! یہ تین سورتیں ہر نماز کے بعد پڑھنا نہ بھولنا۔“

⑨ ”اور رات کو سوتے ہوئے بھی۔“

جبکہ ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((اقْرَأْ بِهِمَا كُلَّمَا نِمْتَ وَكُلَّمَا قُمْتَ)) ①

”تم جب بھی سوویہ سورتیں پڑھ کر سو،

⑩ اور جب بھی اُٹھو تو یہ سورتیں پڑھ کر اُٹھو۔“

✽ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم نے غور کیا آج کی رات مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ اس سے پہلے کبھی ایسی آیات نہیں دیکھی گئیں اور وہ ہیں:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ① اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ②

④ دنیوی و اخروی تحفظ:

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث مروی

① ابوداؤد ۱۵۲/۲، سنن کبریٰ نسائی ۲۵۲/۸، مسند احمد ۱۴۴/۲

② مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۴۸

ہے جس میں وہ فرماتی ہیں:

”جو شخص جمعہ کے روز یہ سورتیں سات مرتبہ پڑھ لے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔ اللہ تعالیٰ اُسے آئندہ جمعہ تک ہر نقصان سے محفوظ رکھے گا۔“

اس حدیث کے ایک راوی واقعی بن جرّاح ایک محدّث ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سورتوں کا تجربہ کیا اور بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا تو گویا یہ سورتیں دنیوی و اخروی تحفظ کی ضمانت ہیں اور جن کا اتنا اُونچا درجہ و مرتبہ ہے۔

⑤ بچھو کے کاٹے کا علاج:

یہ امراض کو دور کرتی ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو ایک بچھو نے کاٹ لیا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اُسے مسل ڈالا اور فرمایا:

((لَعَنَ اللَّهُ الْعُقْرَبَ، لَا تَدْعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ إِلَّا لَدَغَتْهُمْ)) ﴿١﴾
 ”اللہ تعالیٰ اس بچھو پر لعنت برسائے۔ یہ نمازی اور غیر نمازی کسی کو نہیں پہچانتا۔“

جبکہ شعب الایمان بیہقی کی بعض روایات میں ہے:

((مَا تَدْعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهُ)) ﴿٢﴾ ”یہ کسی نبی کو بھی معاف نہیں کرتا۔“

یہ بچھو ملعون کیڑا ہے، باقی کیڑے نمازیوں کی قدر کرتے ہیں، یہ پہچانتے ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی اور نمک طلب کیا اور نمک کو پانی میں شامل کیا اور اسی حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اُس نمک والے پانی کو اُس متاثرہ جگہ پر ڈال رہے تھے اور تینوں سورتیں پڑھ کر دم بھی کر رہے تھے۔ (حوالہ جات سابقہ)

یہ بات قابلِ غور ہے کہ دم اُس زخم پر کر رہے تھے، پانی پر نہیں۔ یہ پانی پر دم کرنا کہیں ثابت نہیں۔ برتن میں پھونکیں مارنا، پانی پر پھونکیں مارنا، نبی ﷺ نے اس سے روکا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پڑھ پڑھ کر پھونکیں مارتے گئے۔ اور اللہ نے اس زہریلے ڈنگ سے آپ ﷺ کو شفاء دے دی۔ گویا کہ یہ سورتیں کئی امراض سے شفاء کی ضمانت ہیں۔

⑥ سوتے وقت کا وظیفہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات جب بھی سوتے، بستر پر آتے تو یہ تینوں سورتیں تین تین بار پڑھتے اور اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے وہاں تک اپنے ہاتھ بدن پر پھیرا کرتے تھے۔^① یہ بعض وہ احادیث ہیں جو ان سورتوں کا مقام واضح کرتی ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ سورتیں بڑی برکات کی حامل ہیں۔ دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی۔

⑦ شیطان کے خلاف چوکیدار:

شیطان کے خلاف ایک حارس (چوکیدار) ہیں۔ شیطان کے شر کو دفع کرنے کے لیے اور اُس کے مکر و فریب کو ٹالنے کے لیے یہ سورتیں حارس (چوکیدار) کا کام دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”جو شخص ان سورتوں کو پڑھے گا اللہ رب العزت شیطان کے شر سے اسے

کفایت کر دے گا۔“^②

اللہ اُس کے لیے کافی ہوگا اور شیطان کا شر، فساد، اس کا مکر اُسے لاحق نہیں ہوگا۔ اس لحاظ سے ان سورتوں کو بڑا عظیم مقام حاصل ہے۔ اب ان سورتوں میں جو معانی کا سمندر

سمودیا گیا ہے، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا، یہ توحید کا بڑا عظیم سرمایہ ہے۔ قرآن پاک کتاب توحید ہے۔ اور یہ دین دین توحید ہے۔ ہر مسئلہ سے توحید واضح ہوتی ہے اور ان سورتوں پر تو قرآن کا اختتام ہو رہا ہے۔ اللہ رب العزت نے اختتام میں ان دو سورتوں میں توحید کے بڑے جوہر سمودیئے ہیں۔

⑧ پناہ:

✽ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے (جگہ کا نام) اور ابواء (جگہ کا نام) کے درمیان ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ اچانک ہمیں آندھی اور شدید تاریکی نے آلیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذتین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی شروع کر دی اور فرمایا:

((يَا عَقْبَةُ! تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذْ بِمِثْلِهِمَا))^①

”اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگو، کسی پناہ مانگنے والے کیلئے اس سے بہتر کوئی سورت نہیں۔“

✽ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

”کیا میں تمہیں پناہ مانگنے والوں کی بہترین دعا نہ بتاؤں؟“ صحابی نے

عرض کیا: ”کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ”یہ

دونوں سورتیں پناہ مانگنے والی ہیں۔“^②

✽ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أَعْلَمُكُمْ سُورَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ سُورَتَيْنِ؟))^③

① ابوداؤد، صحیح۔ مشکوٰۃ المصابیح للالبانی، حدیث: ۲۱۶۲

② نسائی: ۵۰۲۰/۳

③ نسائی حدیث نمبر: ۵۴۳۴

کیا میں تجھے دو ایسی سورتیں نہ سکھاؤں جو ان سب سورتوں سے بہتر ہیں (جنہیں لوگ پڑھتے ہیں)؟

پھر آپ ﷺ نے مجھے ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھائیں۔ اتنے میں نماز کھڑی ہو گئی۔ آپ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی جن میں یہی دونوں سورتیں پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”اے عقبہ! ان دو سورتوں کی اہمیت سمجھ پائے ہو (یا نہیں)؟“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی سونے لگو تو یہ دونوں سورتیں پڑھو اور جب جاگو تب بھی یہ دونوں سورتیں پڑھو۔“

✽ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے بعد معوذات پڑھنے کا حکم دیا۔^①

⑨ شدت مرض کا دم:

✽ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے، جب (مرض الموت میں) آپ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں معوذات پڑھ کر آپ ﷺ پر پھونکتی اور برکت کی خاطر آپ ﷺ کا دست مبارک آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔^②

⑩ ہر مصیبت و تکلیف کا علاج:

✽ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شدید بارش اور تاریکی کی رات میں ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے نکلے تاکہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں۔ ہم نے آپ ﷺ کو تلاش

① ابوداؤد، مسند امام احمد، بیہقی، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، للالبانی: حدیث: ۱۵۲۳

② بخاری، حدیث نمبر: ۵۰۱۶

کر لیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟“ میں نے کوئی جواب نہ دیا، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہہ“ میں نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کہہ“ میں نے پھر بھی کچھ نہ کہا، پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: ”کہہ“ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! کیا کہوں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”شام اور صبح کے وقت تین مرتبہ سورہ اخلاص اور تین مرتبہ معوذتین پڑھو، یہ ہر مصیبت اور تکلیف سے بچنے کے لیے کافی ہوں گی۔“^①

✽ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے ان پر پھونک مارتے اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے پھر اپنے جسم مبارک پر جہاں تک ہو سکتا دونوں ہتھیلیاں پھیرتے۔ پہلے سر مبارک پر ہاتھ پھیرتے پھر چہرہ مبارک اور سامنے کے بدن پر پھیرتے۔ آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔“^②

سورة الفلق؛ ترجمہ و تفسیر

اب میں سورہ فلق کا سادہ ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرونگا اور چند تفسیری باتیں بھی عرض کرونگا۔

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ

إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ

(سورة الفلق)

إِذَا حَسَدَ ۝

① بخاری، حدیث نمبر: ۱۲۶۸

② ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۸۶۱

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝﴾

”کہہ دیجیے! میں پناہ پکڑتا ہوں رب الفلق کی۔“

﴿الْفَلَقِ﴾: صبح کے اُجالے کو کہتے ہیں۔ اُس رب کی جو روشنی اور صبح کے

اُجالے کا مالک ہے، میں اُس پروردگار کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

”پناہ کس چیز سے طلب کرتا ہوں؟“

﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝﴾

”اُس کی مخلوقات کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہیں۔“

اور جو شر اُن میں موجود ہے، میں اللہ رب العزت سے جو رب الفلق ہے پناہ طلب

کرتا ہوں ان مخلوقات کے شر سے۔

﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ ۝﴾

”رات کے شر سے، تاریکی کے شر سے۔“

﴿إِذَا وَقَبَ ۝﴾

”جب وہ تاریکی اور جب وہ رات آجائے۔“

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ فِي الْعُقَدِ ۝﴾

”اور میں اللہ رب العزت کی پناہ طلب کرتا ہوں نفثات، پھونکیں مارنے

والی عورتوں کے شر سے۔“

﴿فِي الْعُقَدِ﴾ گرہوں میں۔ یہ جادو کا عمل ہوتا ہے۔ گرہیں باندھ کر ان میں

پھونکیں مارنا، شرکیہ منتر پڑھ کر پھونکیں مارنا۔ جادو باعثِ شر ہے تو یہاں اُن کے شر سے بھی پناہ طلب کی گئی۔

”اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے بھی پناہ طلب کرتا ہوں۔“

﴿وَمِنْ شَرِّ حَسَدٍ إِذَا حَسَدَ﴾

”اور ہر حاسد کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جب بھی وہ حسد کرے۔“

تین مرکزی نکتے:

اس سورت کے تین مرکزی نکتے ہیں:

- ① ایک نکتہ کو ہم نام دیتے ہیں استعاذہ کا۔
- استعاذہ ایک عمل ہے جس کا معنی ہے پناہ طلب کرنا۔
- ② دوسرے نکتے کا ہم نام رکھتے ہیں مستعاذ بہ:
- کہ پناہ کس کی طلب کی؟ کہ پناہ دینے والا کون ہے؟
- ③ اور تیسرا جو نکتہ ہے اسے ہم نام دیتے ہیں مستعاذ منہ: کا
- کہ پناہ کس کس چیز سے طلب کی گئی ہے؟

① استعاذہ:

استعاذہ ایک عمل ہے معنی پناہ طلب کرنا۔ یہ ایک عبادت ہے جو اللہ رب العزت نے ہمیں عطاء فرمائی۔ ہماری منفعت کے لیے۔ ہمارے بچاؤ کے لیے اور ہمارے فائدے کے لیے۔ استعاذہ ایک عبادت ہے اور یہ صرف اللہ رب العزت کا حق ہے کیونکہ ہر عبادت صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (سورہ ذریت: ۵۶)

”میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔“

استعاذہ ایک عبادت ہے جو اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ جاہلیت میں استعاذہ کی صورت میں بھی شرک موجود تھا۔ اس کی قرآن نے یوں نشاندہی کی ہے:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ

فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ (سورۃ جن: ۶)

”بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔“

اس آیت کی تفسیر میں امام سدیؒ کہا کرتے تھے کہ ایک شخص تنہا نکل پڑتا اور کسی جنگل یا وادی میں یہ پکارا کرتا تھا:

(أَعُوذُ بِسَيِّدِ هَذَا الْوَادِي مِنَ الْجِنِّ)

”میں اس وادی کے جن سردار کی پناہ میں آتا ہوں۔“ ﴿٦﴾

(مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهِ)

”اُس کی قوم کے بے وقوف شریروں کے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں۔“

اور جب کوئی انسان یہ عمل کرتا تو جنوں کی سرکشی اور ان کی طغیانی اور بڑھ جاتی کہ ہم اس قابل ہیں کہ انسان ہم سے پناہ طلب کریں اور یہ انسان ہماری پناہ میں آنا چاہیے۔ تو گویا جاہلیت میں اس شرک استعاذہ کا وجود تھا۔ ”غیر اللہ سے پناہ طلب کرنا“۔ دین اسلام نے اسے باطل کر دیا اور کتاب و سنت کی تعلیم نے یہ نکتہ سمجھایا کہ استعاذہ ایک عبادت ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ پناہ اللہ رب العزت کی طلب کی جائے۔ اللہ رب العزت ہی اس کے لائق اور مستحق ہے۔

② مستعاذہ:

”جس سے پناہ طلب کی جائے۔“ وہ اللہ رب العزت ہے۔ اب یہاں نکتہ توحید یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے خاص طور پر اپنے پیغمبر سے کہا کہ ﴿قُلْ﴾ ”آپ کہیں“ ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ”میں رب الفلق کی پناہ پکڑتا ہوں۔“ دنیا والوں کو بتادیں کہ میں بھی اللہ کی پناہ کا طالب ہوں اور محتاج ہوں۔ اللہ کی پناہ کے بغیر میرے لیے بھی کوئی چارہ کار نہیں، کوئی ٹھکانا

﴿ابن کثیر، آیت مذکورہ﴾

نہیں۔ دنیا والوں نے تو پیغمبر اسلام کو پتہ نہیں کس کس مقام پر بٹھا دیا؟ مختار کل کہا گیا۔ اپنی انگلی کے اشارے سے جو چاہیں کر لیں اور کیا کیا اختیارات آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیئے جبکہ یہ سب شرک کی بدترین صورتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر پیغمبر اسلام ﷺ کو حکم دیا کہ آپ پڑھیں، دنیا والوں کو سنائیں اور بتائیں کہ میرا عقیدہ کیا ہے کہ میں (محمد ﷺ) بھی اللہ کی پناہ کا طالب اور محتاج ہوں اور میرے لیے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ حضرت محمد ﷺ اکرم الخلق، سید ولد آدم ﷺ، صاحب شفاعت، صاحب مقام محمود۔ اس کائنات میں سب سے افضل لیکن کسی تصرف کے مالک نہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے اور دن رات اس میں مصروف رہتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے گم پایا۔ مجھے تشویش ہوئی کہ اللہ کے پیغمبر کہاں چلے گئے؟ میں تلاش کے لیے نکلی۔ کمرے میں تاریکی تھی، اندھیرا تھا۔ آہستہ آہستہ ہاتھ زمین پر رکھتی ہوئی ٹٹولتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ اچانک میرے ہاتھ اللہ کے نبی ﷺ کی ایڑیوں پر پڑے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی ایڑیاں کھڑی تھیں اور سرور کائنات ﷺ اللہ کے حضور سجدہ ریز تھے۔ میں نے اپنے کان قریب کیے کہ سنوں تو سہی اللہ کے پیغمبر ﷺ اس وقت نرم گرم بستر چھوڑ کر کیا مانگ رہے ہیں؟ جناب رسول ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَبِمَعْفَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ.....)) ①

① صحیح مسلم، الصلوٰۃ: ۲۲۲، ابوداؤد، الصلوٰۃ: ۱۴۸، الوتر: ۵، ترمذی، الدعوات: ۷۶، ۱۱۳، نسائی، الطہارۃ: ۱۱۹، التطبيق: ۷۷، ۷۸، السہو: ۸۹، قیام اللیل: ۵۱، ابن ماجہ، الاقامۃ: ۱۱۷، الدعاء: ۳، مسند احمد ۱/۹۶، ۱۱۸، ۱۵۰،

”اے اللہ! میں تیرے غضب و غصے کے مقابلے میں تیری رضا و خوشنودی کو جائے پناہ ٹھہراتا ہوں۔ اور تیرے عذاب کے مقابلے میں تیری بخشش اور عفو و کرم کو جائے پناہ ٹھہراتا ہوں۔“

دن رات اللہ سے پناہ کے طالب۔ اور اللہ کی پناہ ہی ہماری دنیا اور آخرت کی حفاظت کی ضمانت ہے۔ اللہ کی پناہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔ کوئی ”سرکار“ ہمیں پناہ نہیں دے سکتی۔ صرف اللہ رب العزت ہی کی پناہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ چھوٹے چھوٹے امور میں بھی اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی اور ایک دعاء ہے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَمِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَمِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَمِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنَ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ)) ﴿١﴾

”یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ہر فکر سے، ہر غم سے، عاجزی و سستی سے، بزدلی سے، بخل و کنجوسی سے، گناہ اور قرضے سے، قرض کے غلبے سے، اور لوگوں کے قہر سے اور ان کے غلبے سے۔“

میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ہر چیز سے ہر شر سے، اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت کی تمام مخلوقات میں جو بھی شر ہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ اللہ کے پیغمبر کو تعلیم دی گئی کہ ہر شر سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ یہاں کتنا بڑا نکتہ تو حید ہے کہ محمد ﷺ بھی اس امر پر مجبور اور لاچار ہیں کہ اللہ کی پناہ طلب کر رہے ہیں ہر شر سے۔ یہ اعتقادی مسئلہ ہے کہ بچانے والا صرف اللہ ہے:

((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ))

”نیکی کی توفیق اللہ دیتا ہے اور برائی سے بچنے کی توفیق بھی اللہ دیتا ہے۔“

اتنے عظیم کلمات کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کیا میں تمہیں عرش الہی کے نیچے سے جنت کے خزانے سے ایک کلمہ نہ بتاؤں؟ ان کلموں کو پڑھا کرو، یہ کلمہ جنت کا خزانہ ہے: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ))^①

جبکہ ترمذی، مستدرک حاکم اور مسند احمد میں اس کلمے کو جنت کا دروازہ قرار دیا گیا

ہے۔ چنانچہ حضرت قیس بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ))^②

”کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک کی خبر نہ دوں؟“

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (جنت کا دروازہ ہے)

③ مستعاذ منہ:

اب یہاں مستعاذ منہ کا مفہوم بھی سمجھ لیں کہ ”کس کس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے؟“۔ چند چیزیں یہاں مذکور ہیں۔ اور اگر غور کریں تو ان میں دنیا بھر کا شر اور دنیا کی ہر برائی آجاتی ہے جس سے ان سورتوں میں پناہ طلب کر لی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص اس معنوی جامعیت کو سامنے رکھے اور اس سورت کو پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ہر شر سے پناہ دے دے گا۔ چنانچہ مستعاذ منہ امور یہ ہیں:

.....

① مستدرک حاکم، الدعوات الکبیر للبیہقی، صحیح الجامع: ۲۶۱۴

ومشکوۃ: ۲۳۲۱

② صحیح الجامع: ۲۶۱۰ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۱۷۴۶

① پہلا امر:

ان میں سے پہلا امر ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ ہے کہ ”اللہ رب العزت کی مخلوقات میں جو بھی شر ہے اُس شر سے پناہ طلب کرے“۔ لیکن یہ شر اللہ کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اللہ کی کوئی صفت ہے اگرچہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((لَيْتَكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ)) ①

”اے اللہ! میں حاضر ہوں اور تجھ سے سعادت کا طلب گار ہوں۔ ساری خیر تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے اور شر تیری طرف منسوب نہیں (نہ تیری یہ کوئی صفت ہے، نہ کوئی تیرا نام، نہ تیرا فعل ہے)۔“

تیرے پاس خیر ہی خیر ہے۔ اللہ رب العزت نے کئی مخلوقات پیدا کیں اور ان میں شر رکھا، ان میں اللہ رب العزت کی مصلحتیں ہیں، وہ حکمتیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور وہ چیز بھی بعض کے لیے شر ہے بہت سے لوگوں کے لیے باعثِ خیر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر ایک چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو یقیناً چور کے لیے شر ہے لیکن ایک دنیا اُس کے ہاتھ سے کتنی راحت میں آ جاتی ہے۔ اُن کے لیے خیر ہے۔ وہ چور یاں کرتا تھا۔ لوگوں کے گھر محفوظ ہو گئے۔ لوگوں کے مال محفوظ ہو گئے۔ اللہ کی حد قائم ہو گئی۔ اس حد کے ذریعے اللہ تعالیٰ اُس قوم کو کتنا نوازے گا؟ سنن ابن ماجہ، الاحادیث المختارہ للضیاء اور مسند احمد میں نبی ﷺ کی حدیث ہے:

((إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرٍ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) ②

① صحیح مسلم، المسافرین: ۲۰۱، نسائی۔ الافتتاح: ۱۷

② ابن ماجہ: ۲۵۲۷۔ صحیح الجامع: ۱۱۱۳۹، الصحیح: ۲۳۱

”کسی زمین پر اللہ تعالیٰ کی ایک حد قائم کر دی جائے“۔ (چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے یا زانی کو سنگسار کر دیا جائے) یہ وہاں چالیس دن اللہ کی زمین پر رحمت کی بارش سے بھی بہتر ہے۔“

جبکہ سنن نسائی وابن ماجہ کی ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:
 ((حَدَّثَ يُعْمَلُ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِّأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمَطَّرُوا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا))^①

اور معنی اسکا بھی پہلی حدیث والا ہی ہے۔ اُس بارش کے نتیجے میں کیا کچھ پیدا ہوگا؟ کتنی کھیتیاں لہلہائیگی؟ کتنے باغات پھل پیدا کریں گے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قوم کو اتنی برکتیں دے گا کہ چالیس دن زمین پر رحمت کی بارش برستی رہے تو اُس بارش کے وہ ثمرات حاصل نہیں ہونگے جو ایک حد قائم کرنے پر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائے گا۔

دراصل اللہ رب العزت نے بعض مخلوقات میں شر رکھا اور اُن کو باعثِ شر بنایا، اس میں بھی اللہ رب العزت کی مصلحت و حکمت ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ میں بندہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے۔ اس میں ہر طرح کا شر آتا ہے جس کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے۔ اس کا تعلق تجارت سے ہو یا امراض سے۔ یہ سب چیزیں باعثِ شر ہیں۔ یہاں اُس شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

تجارت کا گھانا ایک شر ہے۔ یہ جو امراض ہیں، مختلف بیماریاں، یہ شر ہیں۔ ان سے پناہ طلب کی گئی۔ الغرض اس دنیا میں جو چیز شر ہو سکتی ہو وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو۔ یہاں ہر چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اس میں اتنی جامعیت ہے کہ اس ایک ہی آیت میں سب کچھ آ گیا۔ بعض امور مستعاذ منہ ہیں، وہ بھی آگئے لیکن اللہ رب العزت نے اُن کو الگ سے بھی ذکر کیا۔ اسے

کہتے ہیں (ذِكْرُ الْخَاصِ بَعْدَ الْعَامِ) کہ عام چیز کو ذکر کر کے پھر بعض مخصوص چیزوں کو ان کی اہمیت کے تحت الگ سے بیان کر دیا جائے ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ میں ہر شر آگیا۔ لیکن آگے تین آیات کریمہ میں تین مختلف شر ذکر کر دیئے گئے، پناہ طلب کرنے کی تعلیم و ترغیب کر دی گئی۔ ایک کا ذکر ہو چکا ہے اور دوسرے کے بارے میں فرمایا:

② دوسرا امر:

﴿مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾

”(یا اللہ!) پناہ طلب کرتا ہو شرِ غاسق سے جب وہ آجائے۔“

جب وہ غاسق (تاریکی) آتی ہے تو مختلف شر اپنے دامن میں لے کر آتی ہے۔
معجم طبرانی کبیر میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَكُفُّوا صَبْيَانَكُمْ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ يَنْتَشِرُ فِيهَا

الشَّيَاطِينُ)) ①

”غروبِ آفتاب کے وقت اپنے بچوں کو گھر میں روک لیا کرو، باہر مت جانے دیا کرو کیونکہ جب سورج ڈوب جاتا ہے تو شیطان پھیل جاتے ہیں۔“
رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اپنے مویشی، جانوروں اور چوپایوں کو باندھے رکھا کرو۔ جب یہ رات کی سیاہی غائب ہو جائے اُس وقت تک گھر کے دروازے بند کر لیا کرو۔ یہ شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ یہ تاریکی جو ہے یہ منہجِ فساد ہو سکتی ہے۔ شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ اور مختلف جانور، یہ سانپ بچھو بلوں سے باہر نکل آتے ہیں۔ جنگلی جانور درندے بھی باہر آ جاتے ہیں۔ یہ تاریکی بہت سے فسادات کا باعث بن سکتی ہے۔ پھر تاریکی میں لوگ ایک دوسرے سے چھپ جاتے ہیں اور اس تاریکی سے فائدہ اٹھا کر مختلف گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی یہ تاریکی منہجِ

فساد ہے۔ اس میں کوئی خیر کا پہلو نہیں۔ (الْأَقْلِيل) سوائے تھوڑا۔

نبوت کے جھوٹے دعویدار مسلمانہ کذاب سے کسی نے پوچھا:

”یہ تیرے پاس جو کچھ آتا ہے جس کو تم وحی کہتے ہو، وہ کیسے آتا ہے؟“ تو اُس نے

کہا: ”وہ میرے پاس آتا ہے بڑی تاریکی میں، بڑے اندھیرے میں۔“^①

ایک صحابی نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے پوچھا: ”یا رسول اللہ ﷺ!“ جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آتے ہیں تو کیسے آتے ہیں؟ اُس وقت کیفیت کیسی ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”چاہے دن میں ہو یا رات ہو۔ جب وہ آتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے آسمان پر سورج چمک رہا ہے۔“

یہ حق و باطل میں فرق ہے۔ جو دن سیاہ ہوتے ہیں وہ شیطانوں کا محل و مرکز ہوتے ہیں۔ اور جو دن روشن ہوتے ہیں بڑے افضل، مجلیٰ ہوتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کا نور ہوتا ہے۔ اور یہ نور بڑی پاکیزہ چیز ہے، ارشادِ الہی ہے:

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (سورۃ نور: ۳۵)

”اللہ (جس کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ) نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔“

اللہ کے پیغمبر ﷺ نے دعا کی:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ))^②

”اے اللہ! تیرے چہرے کے نور کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیرا وہ نور جس

نے تاریکیوں کو منور کر دیا۔“

سنن ابن ماجہ، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلَهَا كَنَهَارِهَا.....))^③

① البدایہ والنہایہ ۶/۳۲۷ ② بحوالہ تفسیر ابن کثیر۔ باب تفسیر سورہ فلق

③ ابن ماجہ، المقدمة: ۴۳، صحیح الجامع: ۴۳۶۹، الصحیحہ: ۹۳۶

”میں تمہیں چمکدار اور روشن دین پر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اتنا روشن کہ اس کی رات بھی دن کی طرح سفید اور چمکدار ہے۔“

ہمارا دین نور ہے۔ اور بڑا ہی عظمت والا اور بڑا ہی مقدس، اس میں بڑی ہی برکتیں ہیں۔ جبکہ تاریکی، یہ بڑے شر اور فتنوں کا منبع ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ﴿مَنْ شَرَّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ ”اس تاریکی کے شر سے جب (رات کی) تاریکی آجائے۔“
یا اللہ! ”اس تاریکی سے میں پناہ طلب کرتا ہوں۔“

اس تاریکی کے ضمن میں جو فتن ہیں، جو فسادات ہیں جو شرور ہیں، موذی جانور ہیں، بچھوسانپ ہیں، اُن کے شر سے۔ یا اللہ! ”میں اُن کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔“ اور یہ پناہ اللہ ہی دے سکتا ہے۔ اور یہاں یہ نکتے کی بات ہے کہ اللہ رب العزت کی کون کونسی بیشمار صفات ہیں؟ اُس کا رحمن ہونا، اُس کا رحیم ہونا۔ اُس کا کریم ہونا یا اُس کا رزاق ہونا۔ لیکن یہاں جس صفت کا ذکر کیا گیا وہ ہے:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ”میں پناہ طلب کرتا ہوں صبح کے رب کی۔“

فَلَقٌ: یہ صبح کا ذکر، یہ غاسق کے مقابلہ میں، رات کی تاریکی کے مقابلہ میں۔ اس میں بڑا لطیف اشارہ موجود ہے کہ پناہ دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔ جب رات نمودار ہوتی ہے تو اس کے ضمن میں اس کے دامن میں بڑے فتنے ہوتے ہیں، بڑے فساد ہوتے ہیں۔ یہ رات اگر ہمیشہ رہے تو تم مصائب و مشکلات میں گھر جاؤ۔ اللہ رب العزت اگر رات کو ہمیشہ کے لیے قائم کر دے، مُسلط کر دے تو تمہیں ضیاء کون دیگا؟ ضیاء دینے والا ایک رب ہی ہے جس کی صفت ہے: رَبُّ الْفَلَقِ۔ وہ صبح کا مالک ہے۔ وہ صبح روشن کر دیتا ہے۔ سورج طلوع ہوتا ہے تو یہ شیطانی ذریت اور یہ ارواحِ خبیثہ صبح کے اجالے کے ساتھ، سب چھپ جاتے ہیں، تو یہ صبح کون لاتا ہے؟ اللہ رب العزت! تو ہی قادر ہے رات کے شر سے، رات کے فتن سے، رات کی مشکل سے آزادی دینے والا صبح کے اجالے کے ساتھ اور اپنی پناہ کے ساتھ۔ ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا

وَقَبَّ ﴿تو یہاں رات کی تاریکی سے خاص طور پر پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

③ تیسرا امر:

﴿وَمِنْ شَرِّ نَفَثَاتٍ فِي الْعُقَدِ﴾

”اُن نفثات کے شر سے جو پھونکیں مارتی ہیں گرہوں کے اندر۔“

یہ جادو کا عمل ہے۔ جادوگر طبقہ دنیا کا خبیث ترین طبقہ ہے۔ جن کے پاؤں کے ناخن سے لیکر سر کے بال تک خبیث ہیں، ان کا ظاہر بھی پلید ہے اور ان کا باطن بھی پلید ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایک ضعیف روایت میں ہے:

”آپ ﷺ نے ہر جادوگر کے قتل کا حکم دیا۔“ ①

ایک حاکم اگر اپنے منصب حکومت پر آجائے اور اقتدار سنبھال لے تو اُس کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے علاقہ کے ایک ایک جادوگر کو چن چن کر قتل کروادے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں کے گورنروں کو لکھا:

”ہر جادوگر مردوزن کو قتل کر دو۔“ ②

اور نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اخترام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اس کنیز کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جس نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جادو کا وار کیا تھا چنانچہ اس کنیز کو قتل کر دیا گیا تھا۔ ③

یہ ارواح خبیثہ، شیاطین کی آلہ کار ہوتی ہیں۔ اُن کے شر سے پناہ طلب کرنے کی تعلیم

① ضعیف ترمذی: ۲۳۴، دارقطنی: ۱۶۶، مستدرک حاکم ۴/۳۶۰، مصنف

عبدالرزاق: ۱۰/۱۸۴، حدیث: ۱۸۷۵۳، فتح الباری ۱۰/۳۶۶، الضعیفہ: ۱۴۴۶

② بحوالہ فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص ۲۴۳

③ مصنف عبدالرزاق: ۸۷۵۲، مؤطا مع الزرقانی ۴/۲۰۱، ۲۰۲، حدیث: ۱۶۸۹ فتح

المجید، ص: ۲۴۴

”جو اللہ کے پیغمبر کو ہوا اُس کے نتیجے میں نبی ﷺ اپنی عورتوں، اپنی بیویوں سے ہمفراش ہونے سے روک دیئے گئے اور کھانے کی اشتہا و طلب سے روک دیئے گئے اور پانی کی طلب سے روک دیئے گئے۔“

یعنی وہ جادو آپ ﷺ کے صرف تین اعمال پر ہوا۔ بیویوں سے ہمفراشی، کھانا اور پینا۔ باقی نماز، روزہ، حج و عمرہ، نوافل تہجد، قرآن کی تلاوت، وحی کو لینا، وحی کا ضبط، وحی کا حفظ اور وحی کی تبلیغ۔ ان میں سے کوئی چیز متاثر نہیں ہوئی تھی۔

ایک باطل نظریہ کا ازالہ:

① کچھ لوگوں کو یہاں پر تشویش ہے جن کے ذہن گندے ہیں جو حدیث کو شاید نہ ماننا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اللہ کے نبی ﷺ پر جادو ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کے پیغمبر ﷺ پر جادو ہوا تو یہ کفار کے اُس قول کی تائید ہے:

﴿إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا﴾ (سورة الفرقان: ۸)

”(کفار نے کہا تھا:) اگر تم اس شخص کی اتباع کرو گے تو ایک ایسے شخص کی اتباع کرو گے جو مسحور (جس پر جادو کیا گیا) ہے۔“

وہ تو اللہ کے پیغمبر کو ”مسحور“ کہا کرتے تھے اور اگر آپ بھی مان لیتے ہیں کہ جادو ہوا، تو یہ اُن کفار کے قول کی تائید ہے۔ لہذا وہ اس حدیث کو اس آیت اور اس طرح کی دیگر آیات کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لہذا انہوں نے ان احادیث کو مسترد کر دیا، ان کا انکار کر دیا۔ حالانکہ جو چیز قرآن میں بیان ہوئی ہے اُسے وہ سمجھے نہیں۔ جو چیز قرآن میں بیان ہوئی ہے اُس کا خلاف حدیث میں نہیں اور جو چیز حدیث میں مذکور ہے اُس کا خلاف قرآن میں نہیں۔ اُس کا محمل اور ہے اور اس کا محمل اور ہے۔ کفار کا یہ کہنا کہ تم ایک ”مسحور“ شخص کی اتباع کر رہے ہو۔ اس کا معنی یہ ہے کہ معلّم السحر جس کو جادو سکھایا گیا اور اپنے جادو کے عمل کے ذریعے تمہیں مختلف کام کرتا

دکھاتا ہے۔ کبھی چاند کی طرف اشارہ کرتا ہے تو وہ دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ کبھی پانی میں انگلی ڈالتا ہے تو پانی بڑھ جاتا ہے۔ کبھی قلیل کھانے میں اپنا لعاب دہن ڈالتا ہے تو کھانا بڑھ جاتا ہے۔ یہ اس کا جادو ہے۔ یعنی مسحور کا معنی معلّم السحر۔ کفار نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے اس سارے عمل کو جادو گری سے تعبیر کیا۔ ایک مقام پر کہا کہ یہ معلّم مجنون ہے یعنی جس پر جادو سکھایا گیا اور اس پر جنون کے دورے پڑتے ہیں۔ قرآن تو اُس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ کفار نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے عمل کو جادو کا عمل قرار دیا۔ یہ اور چیز ہے اور اللہ کے پیغمبر ﷺ پر جادو ہونا یہ دوسری چیز ہے۔ اللہ کے پیغمبر اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ لیکن دوسری طرف ایک بشر بھی تھے۔ ہر وہ کیفیت اور ہر وہ تکلیف یا ہر وہ مشکل جس کا شکار ہر بشر ہو سکتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ بھی اس کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ پر بیماری بھی آتی تھی، تکلیفیں بھی آتی تھیں۔

② اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (المائدہ: ۶۷)

”اللہ آپ کو لوگوں سے بچا کر رکھے گا۔“

تو اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو اس جادو کے عمل سے کیوں نہیں بچایا؟

یہ بات درست ہے کہ اللہ بچانے والا ہے۔ اپنے پیغمبر ﷺ کو بچاتا ہے۔ اور بعض امور میں وہ اپنے پیغمبر کو مبتلا بھی کرتا ہے۔ اللہ کی حکمتیں، پیغمبر کی آزمائشیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ)) ①

”سخت ترین تکلیفیں تو نبیوں پر آتی ہیں، اس کے بعد اُن پر جن کا درجہ

نبیوں کے بعد اور پھر جن کا ان کے بعد ہے۔“

.....

تو انبیاء بھی دراصل مصائب و مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ گھر میں تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر ملی کہ پیغمبر اسلام ﷺ کو بخار ہو گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بیمار پرسی کے لیے گئے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم ایک فاصلہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اتنے فاصلے کے باوجود اللہ کے پیغمبر ﷺ کے بخار کی حرارت اور تپش دور بیٹھے ہوئے ہمیں محسوس ہو رہی ہے۔ وہ بخار جسے ایک ڈاکٹر تھرمامیٹر لگا کر چیک کرتا ہے۔ ہم اللہ کے پیغمبر ﷺ سے ایک فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے فاصلے پر اللہ کے پیغمبر ﷺ کا بخار اور اس کی حرارت ہمیں محسوس ہو رہی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم متعجب ہوئے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي عُوَعَكَ كَمَا يُوعَكَ رَجُلَانِ مِنْكُمْ))^①

”مجھے اکیلے کو تم جیسے دو انسانوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔“

((أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ))^②

”سخت ترین تکلیفیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں۔“

طائف کے میدان میں آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے حتیٰ کہ لہولہان ہو کر بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جنگِ احد میں آپ ﷺ کا سر زخمی ہوا۔ آپ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید کر دیئے گئے۔ ایک جنگ میں آپ ﷺ کی انگلی لہولہان ہو گئی۔ آپ ﷺ نے انگلی کو اٹھایا اور کہا: ے

((إِنَّ أَنْتَ إِلَّا أَصْبَعٌ دُمِيتَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتَ))

”تو ایک انگلی ہے تو زخمی ہو گئی، خون سے تر ہو گئی، تجھے جو کچھ ملایہ زخم یہ

خون اور اس کا بہنا یہ سب کا سب اللہ کی راہ میں ہے۔“

تو یہاں ایسی کوئی بات نہیں کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو کوئی تکلیف یا جادو نہ ہو۔

① مسلم، مسند احمد، صحیح الجامع: ۲۴۵۵ ② حوالہ سابقہ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حارس (چوکیدار) عطاء فرمایا۔ اللہ کے نبی ﷺ کو اس حارس کے ذریعے شفاءِ کامل دے دی۔ یہ وہی دوسورتیں ہیں۔ ان کو پڑھو تو جادو ختم ہو جائے گا۔ جادو کا عمل ٹوٹ جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ

④ چوتھا امر:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾

”(اے اللہ!) میں حاسد کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جب بھی وہ حسد کرے۔“

.....
① بخاری مع الفتح ۱۰/۲۴۳، الصحیحہ ۲۷۱: ۲۷۱ دیکھیے: سورة البقرہ آیت: ۱۰۲ مع التفسیر

اس کا معنی یہ کہ حاسد کا ایک شر ہے۔ کوئی شخص حسد کرے تو اُس کا شر ذاتی ہو سکتا ہے۔ اور محسود جس پر حسد کیا جا رہا ہے وہ اُس سے متاثر ہو سکتا ہے۔ حاسد بھی ایک شریر ہی ہے۔ اور اُس کا شر محسود کے لیے وبال نقصان اور تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے۔

حسد کے مراتب:

حسد کا معنی کیا ہے؟ اور حسد کے مراتب کیا ہیں؟ آئیے ہم اس پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حسد کی تین مراتب یا قسمیں ہیں۔

① پہلی قسم یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے سے کسی نعمت کا زوال چاہتا ہے۔ حسد کا معنی یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس نعمت ہے، حسن کی، دولت کی یا کسی بھی چیز کی یا علم کی اور آپ اُس سے جلیں اور آپ اپنے دل میں تمنا کریں کہ کاش یہ شخص اس نعمت سے محروم ہو جائے جس کے پاس مال ہے وہ نہ رہے، جو حسن ہے وہ نہ رہے یا کوئی ہنر ہے وہ نہ رہے، وہ اس سے محروم ہو جائے۔ اگر کوئی شخص اس حسد میں مبتلا ہو جائے اور وہ کسی شخص کا حاسد بن جائے تو وہ شخص اُس کے فتنے کا شکار ہو سکتا ہے، اُس کے شر کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس لیے اگر بندہ یہ سورتیں پڑھتا رہے۔ اور حاسدین کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا رہے تو اللہ رب العزت ان سورتوں کو حارس بنا کر اُسے حاسدین کے شر سے پناہ دینے پر قادر ہے۔ اگرچہ یہ حسد اُس کے دل میں ہو۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((لَا تَحَاسَدُوا.....)) ① ”حسد نہ کرو۔“

یہ بڑا موذی مرض ہے۔ یہ دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اور اللہ رب العزت دل کی صفائی چاہتے ہیں کہ تصفیہ کرو تذاکیہ کرو، دل کو ہر قسم کے بغض سے، ہر قسم کے حسد سے پاک و صاف کرو۔ حاسد کے دل میں جو حسد آتا ہے وہ شر کا باعث بن سکتا ہے اور بعض اوقات یہ شر اُس کی آنکھوں کے ذریعے محسود تک پہنچ سکتا ہے۔ اُس کی آنکھوں کے ذریعے جس کو ”تظہر بد“ کہتے ہیں۔

صحیح مسلم، مسند احمد، مستدرک حاکم اور معجم طبرانی کبیر میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
 ((الْعَيْنُ حَقٌّ))^① ”نظر بد حق ہے۔“

نظر لگ جاتی ہے۔ اُس کا شر لاحق ہو جاتا ہے۔

② دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی شخص جہالت یا تنگدستی یا کمزوری یا پریشانی قلب وغیرہ میں مبتلا ہے اور وہ اس شخص کے حق میں یہ نہیں چاہتا کہ اس کی یہ حالت تبدیل ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما کر ان مصائب سے اس کو نجات دے اور اس کو اپنی رحمت کا حق دار فرمائے۔

ان دونوں قسموں میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں موجود اور محقق نعمت اور دوسرے میں متوقع نعمت پر حسد کیا جاتا ہے لیکن دونوں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو مبغوض جاننے والے ہیں اور اس کے بندوں کے دشمن ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت مبغوض ہیں۔ لوگ بھی ان کو اپنا دشمن خیال کرتے ہیں اس لیے وہ اپنی مرضی سے کسی حاسد کو اپنا سردار نہیں بننے دیتے اور نہ کوئی ایسے شخص کی غمخواری اور ہمدردی سے پیش آتا ہے۔ حاسد کی حکومت اور سیادت کو وہ اپنے حق میں ایک بلا اور مصیبت خیال کرتے ہیں۔ الغرض حاسد لوگوں کو مبغوض سمجھتا ہے اور وہ اس کو مبغوض سمجھتے ہیں۔

③ حسد کی تیسری قسم غبطہ ہے۔ اس میں دوسرے سے زوالِ نعمت کی خواہش نہیں کی جاتی۔ بلکہ ایک شخص چاہتا ہے کہ جو کمال اور نعمت دوسرے کو حاصل ہے وہ مجھ کو بھی حاصل ہو جائے۔ غبطہ کو مجازاً حسد کہا جاتا ہے ورنہ وہ رشک ہے جو کوئی معیوب وصف نہیں بلکہ ایک مرغوب اور محمود صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا حال بیان کر کے فرمایا ہے:

﴿وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾

”اور ایسے ہی (اعلیٰ مقام) کے حاصل کرنے کے لیے رشک کرنے والوں کو رشک کرنا چاہیے۔“
 (سورۃ المطففین: ۲۶)

① مختصر صحیح مسلم: ۱۴۵۴، صحیح الجامع: ۴۱۴۶، ۴۱۴۷

الغرض قرآن کریم کی اس آیت اور بعض احادیث بخاری و مسلم ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي
اِثْنَيْنِ.....)) کی رو سے رشک کے طور پر یہ حسد کرنا جائز ہے۔

حاسد کے شر کا دفعیہ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حاسد کا شر دس (۱۰) اسباب کے ذریعے دفع کیا
جاسکتا ہے:

① پہلا سبب؛ استعاذہ باللہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگنا اور اس کی طرف مِلّتی ہونا۔ اسی کی سورہ فلق میں تصریح
ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَمَا يَنْزَعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ
عَلِيمٌ﴾ (سورۃ الاعراف: ۲۰۰)

”اگر تم کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیش آئے تو تم کو چاہئے کہ اللہ
تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگو۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔“

حاسد کے تمام طرح کے شرور سے بچاؤ کے لیے یہ سورتیں فلق اور ناس
پڑھیں۔ دونوں سورتوں کی کثرت سے تلاوت کریں جیسا کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی تعلیم
ہے۔ اللہ رب العزت ان شرور سے آپ کو محفوظ رکھے۔

② دوسرا سبب؛ خشیتِ الہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل:

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کے امر اور نہی کو بجالانا، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور
اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، خود اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان اور متولی ہوتا ہے اور اس کو دوسرے کے
حوالے نہیں کرتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾

”اگر تم صبر و استقلال اور تقویٰ اختیار کرو تو ان حاسد کافروں کی سازشیں تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائیں گی۔“ (سورہ آل عمران: ۱۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے:

”اللہ تعالیٰ کا خیال رکھو گے تو تم اسکو اپنے سامنے پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھو گے تو

وہ تمہارا نگہبان ہوگا۔“ ①

اور ہم بحیثیت مسلمان جانتے ہیں کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے!

③ تیسرا سبب: الصبر علی عدوہ:

اپنے دشمن کے مقابلے میں صبر کرنا اور اس کے ایذا پہنچانے اور تکلیف دینے کا خیال تک دل میں نہ لانا، کیونکہ صبر اور توکل علی اللہ کا ثمرہ ہمیشہ دشمن پر فتح اور کامیابی ہوتا ہے۔ بیشک بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی نصرت (انسان کے اپنے تخمینہ کے موجب) کسی قدر دیر سے پہنچتی ہے، لیکن ہمیں اس سے گھبرانا نہیں چاہیے اور دشمن کی بغاوت اور عدوان کو دیکھ کر بے صبر نہیں ہونا چاہیے۔ مظلوم اپنی کوتاہ نظری کے باعث صرف بغاوت اور عدوان کو دیکھ سکتا ہے، لیکن اس کا مال اور انجام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس (مظلوم) کی کامیابی پر ہوتا ہے۔ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوِّقَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ﴾

(سورہ حج: ۶۰)

”جس شخص پر ظلم کیا گیا اگر وہ اسی مقدار میں (انصاف کی حدود سے تجاوز

نہ کر کے) اس کا انتقام لے اور اس پر پھر دوبارہ تعدی کی جائے تو یقیناً اللہ

تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور اس کو دشمن پر رحمندی عطا کرے گا۔“

① ترمذی، مستدرک حاکم، مسند احمد، طبرانی۔ صحیح الجامع: ۸۳۴

کیا اللہ تعالیٰ کے اس وعدے میں ہمیں شک ہے؟ یہ آیت کریمہ اس کے حق میں ہے جس نے ایک مرتبہ بقدر اپنے حق کے انتقام لیا ہو اور پھر اس پر زیادتی کی گئی۔ لیکن جس نے ابتداء میں صبر کیا اور اپنے آپ کو انتقام سے باز رکھا، کیا اس کے حق میں بطریق اولیٰ نصرت کا یہ وعدہ نہیں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ ہمیشہ ظالم کو سزا دیتا ہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ اگر مثلاً پہاڑ دوسرے پہاڑ پر ظلم کرے تو اللہ کا قانون اس کو ہموار کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔

④ چوتھا سبب؛ توکل علی اللہ:

چوتھا سبب اللہ پر توکل ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھنا، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے وہ اس کو تمام مہمات سے بے فکر کر دیتا ہے۔ اگر مخلوق کی طرف سے ہمیں کوئی ایسی تکلیف پہنچے جس کو ہم اپنی قوت اور اپنی طاقت سے رفع نہیں کر سکتے تو ایسی حالتوں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کی نصرت کا امیدوار رہنا کامیابی اور فتح مندی کا قوی ترین سبب ہے کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (سورۃ الطلاق: ۳)

”جو شخص اللہ پر توکل کر لے تو اللہ اُس کے لیے کافی ہے۔“

پھر یہ شر، یہ فتنے، یہ جادو اور یہ موزی امراض اُسے کوئی نقصان نہیں دے سکیں گے۔ اللہ اُس کے لیے کافی ہے۔

⑤ پانچواں سبب؛ قلب اور فکر و نظر:

اپنے دل کو حاسد کے ساتھ مشغول رکھنے اور اس کے بارے میں کچھ سوچنے سے بالکل بچایا جائے اور اگر اس قسم کا کوئی خطرہ دل میں پیدا ہو تو اسے مٹانے کی فکر میں مصروف ہو بلکہ اس کی طرف التفات اور توجہ تک نہ کرے۔ یہ اس کے شر کو رفع کرنے کا زبردست علاج ہے۔

حسد ایک آگ ہے جس کے لیے ایندھن کی ضرورت ہے اور جب محسود ایسا عمل

اختیار کرے جس سے اس کو مطلق ایندھن نہ ملے تو اس کے شعلے خود حاسد کو بھسم کر ڈالیں گے اور محسود اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

⑥ چھٹا سبب: رضائے الہی کی تلاش میں استغراق:

اپنی توجہ کو نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے پر مرکوز رکھے اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاص سے اس حد تک معمور کر دے کہ جہاں پر خواطرِ نفسانی اور وساوسِ شیطانی کا گزر ہوا کرتا تھا وہاں پر اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے لیے اخلاص اور اس کی خوشنودی کی طلب لبالب بھری ہو۔ اس کی مثال ایک محبِ صادق کی ہو، جس کا باطن اپنے محبوب کے خیال سے اس قدر بھرپور ہوتا ہے کہ اس میں یا محبوب کے بغیر اور کسی چیز کی مطلق گنجائش نہیں ہوتی۔

ایسی حالت میں وہ اس بات کو کب گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے قلب میں حاسد کا خیال جاگزیں ہو اور اس سے انتقام لینے کی فکر میں مشغول ہو؟ ایسے خیالات صرف اس دل میں آسکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خوشنودی کی طلب نے جگہ نہ بنائی ہو، بے شک جب دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے اخلاص نے گھر کر لیا ہو ان کا نگہبان خود اللہ پاک ہے اور وہ دشمن کے تسلط سے محفوظ رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب ابلیس کو اپنی نجات سے مایوسی ہوئی تو اس نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا غُورِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ

(سورۃ ص: ۸۳)

الْمُخْلِصِينَ﴾

”کہنے لگا کہ مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکا تا رہوں گا۔

سوائے ان کے جو تیرے خالص بندے ہیں۔“

جو شخص اپنے عمل میں خالص ہو وہ بڑا سعادتمند ہے، وہ ہر قسم کے خوف سے امن میں رہے گا اور دشمن اس کے قریب نہیں جاسکے گا۔

⑦ ساتواں سبب؛ گناہوں سے استغفار:

آدمی کو اپنے گناہوں سے تائب ہونا چاہیے کیونکہ دشمن کے مسلط ہونے کا سبب سے بڑا سبب انسان کے اپنے گناہ ہوتے ہیں۔ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾

(سورة الشعراء: ۳۰)

”اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کا کسبِ عمل ہے۔“

اس کی بہت ساری مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ الغرض انسان کو جو تکلیف بھی آئے وہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہوگا خواہ اس کو اپنے ان گناہوں کا علم ہو یا نہ ہو۔ انسان اپنے گناہوں اور عیوب پر نظر ڈالے اور ان سے تائب ہو کر اپنے اعمال کی اصلاح میں مشغول ہو جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت اور اس کی نصرت فرمائے گا۔

⑧ آٹھواں سبب؛ صدقہ و خیرات اور نیکی کا عمل لازم پکڑنا:

شر سے بچنے کے لیے صدقہ و خیرات کریں۔ بلا، مصیبت، نظرِ بد اور حسد کا شرفِ دفع کرنے میں اس کا اثر حیرت انگیز ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم اور زمانہ حال میں مختلف لوگوں نے تجربے کیے اور اب یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ صدقہ دینے والے اور نیکی کرنے والے اشخاص نظرِ بد اور حسد کے شر سے محفوظ رہتے ہیں اور اگر ان کو اس سے کوئی مصیبت پہنچ بھی جائے تو اس کی عاقبت محمود ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم اور اس کی تائید ان کے شامل حال رہتی ہے۔ صدقہ دینے والے محسن کے لیے اس کا صدقہ اور احسان ایک قلعہ ہے، جو اس کا محافظ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”صدقے سے انسان کی تکلیفیں، انسان کی مشکلیں ٹل جاتی ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”اپنے بیماروں کا علاج کرو صدقے کے ذریعے۔“

اللہ تعالیٰ ہمارے صدقہ کو قبول کر لے گا تو ہمارے بیماروں کو شفاء دے گا اور اُن سے

شرور کو ٹال دے گا۔

⑨ نواں سبب: آتشِ حسد کا احسان سے بجھانا:

ایک اور طریقہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو آپ سے حسد کرتا ہے آپ اُس سے ناراض

نہ ہوں بلکہ اُس پر احسان کریں۔ اُس کے شر کا بدلہ اچھے طریقے سے دیں۔ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا

الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾

(سورة حم السجده: ۳۴، ۳۵)

”اور نیکی اور بُرائی ایک جیسی نہیں، تم بُرائی کے بدلے میں اچھے سے اچھا

سلوک کرو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن تمہارا سرگرم دوست بن جائے گا

لیکن اس کی توفیق انہیں کو دی جاتی ہے جو صبر اور ثابت قدمی کی صفت سے

موصوف ہیں اور اس پر عمل کرنے والا کوئی بڑا ہی سعادتمند ہوگا۔“

یہ حسد تو ہے شیطان کا چوکا اس سے اللہ کی پناہ مانگیں۔ اور کوئی شخص آپ کو تکلیف

دینے کے درپے ہے اور آپ اس سے بد خلقی کا معاملہ کرتے ہیں تو اُس کا حسد یا اُس کی نظرِ بد

آپ کو لاحق ہو سکتی ہے یا اُس کے حسد کے آپ شکار ہو سکتے ہیں تو اُس سے اچھے طریقے سے

پیش آئیں۔ یہ طریقہ جب اپنائیں گے تو وہ شخص جسے آپ سے عداوت ہے، وہ اچھے برتاؤ کی

برکت سے آپ کا گہرا دوست بن جائے گا۔ اور اس کا شر آپ سے ختم ہو سکتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ اسی طرح کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ ایک عورت اللہ کے پیغمبر پر کچرا ڈالا کرتی تھی۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نماز کے لیے جاتے وہ آپ ﷺ کے وقت کا انتظار کرتی اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر محمد ﷺ کے پاکیزہ جسم پر کچرا ڈالتی۔ ایک دن پیغمبر اسلام ﷺ گزرے اُس نے کچرا نہ ڈالا، دوسرے دن گزرے اُس نے کچرا نہ ڈالا، پھر معلوم کیا کہ وہ کہاں ہے؟ پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے، کائنات کے سردار ﷺ اُس کی بیمار پرسی کے لیے چلے گئے۔ اُس کی عیادت کی تو وہ بڑی متاثر ہوئی۔

میرے بھائی اگر کوئی شخص آپ سے حسد کرتا ہے تو آپ اُس سے اچھا سلوک کریں تاکہ اُس کا شر تم سے ختم ہو جائے۔

⑩ دسواں سبب؛ عالم اسباب کو نظر انداز کر کے خالق حقیقی کو نفع و ضرر کا مالک سمجھنا:

آخر میں دسواں سبب ان سبب کا جامع اور سب کا اسی پر مدار ہے یعنی تمام ظاہری اسباب سے اپنی نظر کو آگے بڑھا کر مسبب الاسباب پر اپنی نظر جمانا اور اس بات کا یقین رکھنا کہ تمام علل اور اسباب خالق تعالیٰ کے ارادے اور اس کی قدرت کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس کے اذن کے بغیر کچھ بھی ضرر یا نفع نہیں پہنچا سکتے۔ وہی کسی کے دل میں ڈالتا ہے کہ آپ سے احسان کرے اور کسی کے دل میں ایک ایسی صفت پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ آپ کے ساتھ برائی کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ

بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾ (سورۃ یونس: ۱۰۷)

”اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کے سوا اس کا کوئی دُور کرنے والا نہیں اور اگر آپ سے بھلائی کرنا چاہے تو اُس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔“

حاصلِ کلام:

یہ پورے دس اسباب ہیں جن کے ذریعے حاسد، ساحر اور نظر بد لگانے والے کا شر دفع کیا جاسکتا ہے لیکن اس سے مفید تر کوئی بات نہیں کہ انسان کلی طور پر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اسی پر اس کا بھروسہ ہو اور اس کے بغیر کسی کا خوف نہ کرے اور نہ کسی سے امید رکھے، اس کا دل اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کے ساتھ لٹکا ہو نہ وہ اور نہ وہ کسی دوسرے کو مصیبت کے وقت پکارے یا اس سے فریاد کرے کیونکہ جس کے دل میں کسی دوسری چیز کی محبت ہو اور اس کے ساتھ اس کا دل معلق ہو یا اس کے بیم و امید کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نہ ہو یا کسی دوسرے کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہو وہ اسی غیر کے حوالے کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نگہبانی اٹھالیتا ہے، یہی اللہ کا قانونِ حکمت ہے اور اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

سورہ فلق کا حاصل

چار فرقے:

سورہ فلق کی تفسیر کے ضمن میں ہمیں بعض ایسے نافع اور مفید اصول بتا دیئے گئے ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے از بس لازم ہے کیونکہ وہ دین و دنیا کے نفع و بہبود پر مشتمل ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ حاسد کے نفس اور اس کی آنکھوں میں ایک زہریلا شر ہے اور شیاطین کی روحیں سحر و جادو کے ذریعے سے اپنا اثر ظاہر کرتی ہیں۔ حاسد و شیاطین کے متعلق چار مختلف عقیدے لوگوں میں پیدا ہوئے ہیں:

① پہلا فرقہ؛ متکلمین و مادہ پرست:

یہ فرقہ دونوں کے اثر کا منکر ہے لیکن یہ لوگ اپنے گھروں میں دو جماعتوں میں منقسم

ہو گئے:

① پہلی جماعت نفوسِ ناطقہ اور جنوں کے وجود کی قائل ہے لیکن ان کی تاثیر کی منکر ہے۔ یہ ان متکلمین کا قول ہے جن کو قویٰ اور اسباب کی تاثیر سے انکار ہے۔

② دوسری جماعت سرے سے ان کا وجود نہیں مانتی، ان کا قول ہے کہ انسان اسی ظاہری جسم اور خدو خال کا نام ہے جس میں چند صفات اور اغراض موجود ہیں لیکن روح یا نفسِ ناطقہ کا کوئی مستقل وجود نہیں، جن اور شیطان انسان کے اغراض ہیں جو اس کے ساتھ قائم ہیں۔ (اغراض جمع ہے عرض کی ہے، عرض اس کو کہتے ہیں جن کا بذاتِ خود کوئی مستقل وجود نہ ہو بلکہ کسی دوسری چیز کے ضمن میں اس کا وجود پایا جائے، مثلاً سیاہی اور سفیدی، علم اور جہل وغیرہ کا بذاتِ خود کوئی مستقل وجود نہیں بلکہ کسی چیز یا کسی انسان کے وجود سے ان کا وجود وابستہ ہے۔) اکثر مادہ پرست اور بعض نام نہاد حکمائے اسلام کا یہی مذہب ہے، بعض متکلمین بھی اس کے قائل ہیں جن کی سلف نے سخت مذمت کی ہے اور ان کو اہل بدعت و ضلالت سے موسوم کیا ہے۔

② دوسرا فرقہ؛ معتزلہ وغیرہ:

یہ فرقہ اس بات کا منکر ہے کہ نفسِ انسانی کا بدن سے الگ کوئی مستقل وجود ہے، لیکن جن اور شیطان کے وجود کے وہ قائل ہیں، معتزلہ اور بعض دیگر متکلمین کا یہی قول ہے۔

③ تیسرا فرقہ؛ کاہن وغیرہ:

اس فرقہ کا عقیدہ اس کے برعکس ہے، یعنی نفسِ انسانی کا بدن سے الگ مستقل وجود مانتے ہیں لیکن جن اور شیطان نفسِ انسانی ہی کے قویٰ اور صفات کا نام ہے۔ مسلمان حکماء کی ایک بڑی جماعت اس قول کی تائید میں ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں جو عجیب و غریب اثرات اور خوارقِ عادات پائے جاتے ہیں وہ سب نفسِ انسانی کے مظاہر ہے سحر اور کہانت ان کے نزدیک نفسِ انسانی کے مظاہرہ قویٰ کا ایک کرشمہ ہے۔

④ چوتھا فرقہ: اہل حق:

یہ فرقہ اتباعِ رسل ﷺ اور اہل حق کا ہے جو اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان کا نفسِ ناطقہ اس کے بدن سے الگ ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔ اسی طرح جن اور شیاطین کے لیے بھی وہ مستقل وجود مانتے ہیں اور ان کے لیے وہی صفتیں ثابت کرتے ہیں جن کا اثبات اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی ان کو شر سے بچانے والا نہیں۔

الغرض ان چار فرقوں میں سے یہی ایک فرقہ حق پر ہے دوسرے فرقوں کے اقوال میں حق اور باطل دونوں باہم ملے ہوئے ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ.....﴾

﴿سورة الناس﴾ : ترجمہ و تفسیر

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُّوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنْ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾
(سورة الناس)

”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے میں پناہ طلب کرتا ہوں رب الناس اور اللہ الناس کی جو تمام لوگوں کا معبود ہے۔ (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبودِ برحق کی۔ (شیطان) وسوسہ انداز کی بُرائی سے جو (اللہ کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (خواہ وہ) جنات میں سے (ہو) یا انسانوں میں سے۔“

تین صفاتِ الہی و اقسامِ توحید:

یہاں اللہ تعالیٰ کی تین صفات مذکور ہیں۔ اس میں پوری توحید آگئی اور توحید کی تمام (تینوں) اقسام اور تمام نکات کو اپنے دامن میں سمولیا ہے۔

① توحید ربوبیت:

﴿رَبِّ النَّاسِ﴾: یہ توحید ربوبیت ہے۔ اللہ رب العزت پوری کائنات کا مالک و خالق اور پوری کائنات کا آمر ہے۔ سب پر اُس کا امر اور اُس کا تصرف چلتا ہے۔ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے سب اسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ اور چونکہ یہ مقام پناہ ہے تو اللہ کی صفت ربوبیت ذکر کر دی گئی کہ وہ رب الناس ہے اور قادر ہے تم کو پناہ دینے پر۔ تمہارے شر کو ختم کرنے پر اور تم کو آسائش، امن و سلامتی اور سکون عطاء فرمانے پر۔ کیونکہ وہ رَبُّ النَّاسِ ہے۔

② توحید اسماء و صفات:

﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾: یہ توحید اسماء و صفات ہے کہ وہ مَلِکِ النَّاسِ ہے۔ تمام لوگوں کا بادشاہ بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ۔ مَلِکُ الْمُلُوکِ۔ مَلِکُ الْأَمَلَاکِ۔ اللہ کی صفت۔ دنیا کے بادشاہ جن کے پاس کچھ نہیں۔ وہ بھی بعض وقت پناہ دیتے ہیں لیکن وہ ایک عارضی امر ہے۔ جبکہ آپ نے پناہ کی درخواست کی اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تو مَلِکِ ہے۔ احکم الحاکمین ہے۔

﴿بِیْدِهِ الْمُلْکُ﴾ (سورۃ ملک: ۱)

”اُس کے ہاتھ میں کل کائنات کی بادشاہت ہے۔“

اللہ نے اپنی اس صفت کا خاص طور پر ذکر کیا تا کہ اللہ سے پناہ طلب کرنے والے مطمئن ہو جائیں کہ جس ذات کی پناہ ہم طلب کرنا چاہتے ہیں وہ مَلِکِ ہے، وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ قیامت کا دن ہوگا یہ زمین اور آسمان اللہ کی انگلیوں پر اُچھل رہے ہونگے۔ اللہ ان کو ہلا رہا ہوگا اور فرما رہا ہوگا:

((اَيْنَ مُلُوكِ الْاَرْضِ؟)) ”زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟“

((اَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟)) ”سرکش کہاں ہیں؟“

((اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟)) ”تکبر کرنے والے کہاں ہیں۔“

اللہ تعالیٰ تو زبردستوں کا زبردست اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اللہ کی پناہ طلب کرنے والے! جس ذات کی تو پناہ طلب کرنا چاہتا ہے وہ مَلِكِ النَّاسِ ہے۔ وہ تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ کل کائنات کی بادشاہت اور حکومت اُس اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تو وہ پناہ دے گا۔ اُس کی پناہ طلب کر، ایسی پناہ دیگا کہ دنیا کی کوئی طاقت کوئی شر کوئی فتنہ تمہیں کوئی نقصان نہیں دے سکے گا۔

③ توحید الوہیت و عبادت:

﴿اِلٰهَ النَّاسِ﴾: یہ توحید الوہیت یا توحید عبادت ہے۔ وہ تمام لوگوں کا معبود ہے اُس کا خالق و مالک ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اُسی کی عبادت کی جائے کیونکہ جو خالق ہے وہی معبود ہوتا ہے۔ ارشادِ الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ﴾ (سورة البقرة: ۲۱)

”اے لوگو! عبادت کرو اُس رب کی جو تمہارا خالق ہے۔“

وہ خالق ہے اور کوئی خالق نہیں، تو خالق ہی عبادت کے لائق ہوتا ہے۔ ہر قسم کی عبادت اُسی کے لیے ہے اور ان عبادات میں سے ایک اور عبادت استعاذہ کی ہے اور پناہ کی ہے اور پناہ اللہ ہی کی طلب کرو، وہی پناہ دینے والا ہے۔

یہاں مستعاذ منہ کیا ہے؟

﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾

”(یا اللہ!) میں پناہ طلب کرتا ہوں الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کے شر سے۔“

سورہ فلق اور سورہ ناس کا موازنہ!

دنیاوی شرور:

سورہ فلق میں ان شرور سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے جو خارج سے انسان کو پیش آتے ہیں اور سورہ ناس میں اس شرِ عظیم کا ذکر ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہے اور جس سے بچنا خود اس کی اپنی قوتِ مدافعت پر منحصر ہے۔ دُنیا میں شر کی دو ہی بڑی بڑی قسمیں ہیں۔ ایک ذنوب اور معاصی کا شر۔ دوسرا مصائب اور تکالیف کا شر۔ سورہ فلق میں مصائب اور تکالیف کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے اور سورہ ناس میں ذنوب اور معاصی کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ جس کا اصل ہمیشہ شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے، لیکن انسان کو اس کے اثرات روکنے کا اختیار حاصل ہے اور آدمی اس پر غالب آسکتا ہے۔

﴿الْوَسْوَاسُ﴾ کی تفسیر

لفظی و اصطلاحی معنی:

وسوسہ کے اصل معنی ہیں، آہستہ سے کوئی بات کہنا جس کا دوسرے حاضرین کو احساس نہ ہو۔ اصطلاح میں اس کے معنی ہیں شیطان کا کسی کے دل میں برائی کا خیال ڈالنا۔ شیطان کا وسوسہ تمام گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی جڑ ہے اور شیطان کا وسوسہ ایک ایسا شر ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہے اور اس کا تعلق انسان کے کسب اور اختیار سے ہے۔ اور اس لیے اس سے بچنے کا وہ خود ذمہ دار ہے کیونکہ شیطان کا وسوسہ اس وقت تک کچھ بھی شر نہیں پیدا کرتا جب تک آدمی خود اس کو قبول نہ کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ ابراہیم میں ہماری تنبیہ کے لیے شیطان کا ایک مکالمہ نقل فرمایا ہے جو قیامت کے روز وقوع میں آئے گا۔ اس میں ایک آیت یہ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُمْ﴾ (سورہ ابراہیم: ۲۲)
 ”(شیطان کا قول ہے) اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا ہاں میں نے تمہیں (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہا مان لیا تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔“

﴿الْوَسْوَاسُ﴾:

وسواس کے شر سے، خناس کے شر سے۔ یہاں یا تو دو نام ہیں شیطان کے: وسواس اور خناس یا دو صفتیں ہیں شیطان کی، اُس شیطان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں وہ اَلْوَسْوَاسِ بھی ہے اور اَلْخَنَاسِ بھی۔ اَلْوَسْوَاسِ کا معنی وسوسے پیدا کرنے والا۔ وسوسے خوب کرنے والا۔ تکرار ہے جس چیز میں وسوسہ کرے بندہ قبول نہ کرے وہ اور کرے خوب کرے۔ کبھی باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ بندے کی موت واقع ہو جائے۔ شیطان وسواس ہے۔ خوب وسوسے پیدا کرتا ہے۔ بندے کو ورغلا تا ہے۔ دشمن ہے ہمارا ازلی۔

شیطان کے دوسرے شرور:

شیطان سے کئی قسم کے شر صادر ہوتے ہیں جن سے پناہ مانگنا لازم تھا اس لیے شر کو اس کی ذات کی طرف مضاف کیا گیا ہے تاکہ استعاذہ اس کے تمام شرور پر مشتمل ہو۔ وسوسہ کو چھوڑ کر شیطان کے دوسرے شرور بھی ہیں مثلاً:

① وہ چور ہے اور لوگوں کے مال چراتا ہے۔ جس کھانے یا پینے کی چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ ذکر کیا جائے اس سے اپنا حصہ چرا لینے میں وہ کامیاب ہوتا ہے، اسی طرح جس گھر میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے لوگ غافل ہوں وہ اس گھر میں شب باش ہوتا ہے۔

② ایک شرّاس کا یہ ہے کہ جس کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس سے گناہ کراتا ہے پھر خود ہی اس کا پردہ فاش کر کے لوگوں میں اس کو رسوا و ذلیل اور بدنام کرتا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص پوشیدہ طور پر کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جس سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسرے دن اس کی خبر چاروں طرف پھیل گئی ہے اور لوگوں کا موضوعِ سخن اسی کا گناہ ہے۔ یہ تمام شیطان کی کارستانی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستار ہے اپنے بندہ کے گناہوں اور اس کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے لیکن شیطان جو اس کا دشمن ہے اس کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے، بہت سے لوگ اس نکتہ سے بے خبر ہیں۔

③ شیطان کا ایک شریہ بھی ہے کہ انسان کوئی نیکی کا کام کرنا چاہے تو وہ اس کا راستہ روکتا ہے اور اس کو نیکی سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے، دنیا میں جتنی بھی نیکیاں ہیں ہر ایک نیکی کے راستہ پر شیطان بیٹھا راستہ روک رہا ہے اور اس کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس راستہ پر کوئی نہ چلے اور اگر کوئی اس کی مخالفت کر کے چل پڑے تو وہ رہزن کی طرح اس کو تشویش میں ڈال کر اور ہر قسم کی رکاوٹ اس کے سامنے لا کر اسے آخر تک پہنچنے نہیں دیتا لیکن اگر کوئی خوش قسمت اور باہمت انسان نیکی کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو ایسی باتوں پر آمادہ کرنے میں کوشاں رہتا ہے جس سے اس کا وہ عمل برباد ہو جائے۔ اس نے قسمیں کھا کر کہا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے:

﴿أَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَا تَنبَهُهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾
(سورة الاعراف: ۱۶، ۱۷)

”یقیناً میں ان کو گمراہ کرنے کے لیے تیرے صراطِ مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا اور پھر ان کا راستہ روکنے کے لیے ان کے آگے کی طرف سے اور ان کے

پیچھے کی طرف سے اور ان کی دائیں اور بائیں جانب سے آکر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی کوشش کروں گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو ان میں سے اکثروں کو ناشکر گزار پائے گا۔“

④ شیطان کا ایک شریہ ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو وہ اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے جو اس کے لیے تہجد کے واسطے اٹھنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ، عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيلًا فَارْقُدْ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدُهُ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانٍ)) ①

”شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوس بھی پھونک دیتا ہے کہ سو جا، ابھی رات بہت باقی ہے۔ پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کی یاد کرنے لگا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند، خوش مزاج رہتا ہے، ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔“

بندہ سو رہا ہے۔ اُس کا ابدی دشمن اس کو گمراہ کرنے کے پروگرام کر رہا ہے۔ گرہیں لگا رہا ہے تاکہ اس کو دین سے گمراہ و غافل کر دے۔

جواٹھا، وضوء کیا اور نماز پڑھی وہ بندہ نشیط ہو گیا۔ اگر وہ نہ اٹھانہ اللہ کا ذکر کیا، نہ وضوء کیا اور نہ نماز پڑھی۔ ویسے ہی نہائے، خوشبو لگائی اور آپٹو ڈیٹ صاف ستھرا بن جائے، دفتر میں جارہا ہے، گاڑی میں جارہا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

((أَصْبَحَ خَبِيثُ النَّفْسِ كَسْلَانًا))^①

”وہ کسلان بھی ہے اور خبیث النفس بھی ہے۔“

انسان سو رہا ہوتا ہے اور دشمن اپنی کاروائیاں کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! اس نے وسوسے کے ذریعے ہمارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا، اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ صحیح بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی اور مسند احمد کی ایک قدسی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ فرمائے گا:

((اٰخِرُ جَوْا بَعَثَ النَّارِ)) ”نکال لو جہنم کا گروہ۔“

نکال کر جہنم میں ڈال دو، پوچھا جائے کہ اے اللہ! ((بَعَثَ النَّارِ)) کیا ہے؟ جہنم کی جماعت کہاں ہے؟ جہنم کی فوج کہاں ہے؟ تو اللہ فرمائے گا:

((مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعِمِائَةٍ وَتِسْعٌ وَتِسْعِيْنَ))^②

”ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہیں (اور صرف ایک جنتی)۔“

ہمارے ماں باپ کو جنت سے نکالا، اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو اتنا اور غلایا، اتنا صراطِ مستقیم سے دور کیا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے شیطان کے چیلے بن گئے اور جہنم کا لقمہ بن گئے اور صرف ایک شخص ہدایت کے اور جنت کے قابل قرار پایا۔

⑤ شیطان اپنی پرستش چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اللہ کی توحید اور عبادت دنیا سے مٹ جائے اور دنیا کے چھوٹے سے چھوٹے حصے میں اس (شیطان) کی دعوت کا بول بالا ہو اور لوگ اپنے معبودِ برحق کو چھوڑ کر اس کی پرستش میں مشغول ہو جائیں۔

⑥ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالوانا بھی اسی شیطان کی کارستانی تھی کہ اہل بابل کو اس پر

آمادہ کیا کہ رئیس الموحدين ابوالانبياء حضرت ابراہیم خلیل الرحمن ﷺ کو آگ میں پھینکیں۔
 ⑦ اس نے یہودیوں کو ورغلايا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لیے جدوجہد کریں۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کی حمایت کی اور کافروں کے شر سے انہیں محفوظ رکھا۔ پہلے کے حق میں فرمایا:

﴿يَنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾ (سورۃ انبیاء: ۶۹)
 ”اے آگ! ابراہیم کے حق میں ٹھنڈی اور سلامتی کا موجب ہو جا“۔

جبکہ دوسرے کے بارے میں بتایا:

﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (سورۃ نساء: ۱۵۷)
 ”انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دینے میں کامیاب ہوئے بلکہ ایک شبہ میں ڈال دیے گئے“۔

⑧ شیطان ہی کے کرتوت تھے کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہ السلام کو کافروں کے ہاتھ سے شہید کرایا۔ فرعون کو خدائی کا دعویٰ کرنے، ملک میں سخت فساد پھیلانے اور غریبوں پر مظالم ڈھانے پر آمادہ کیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے برخلاف کافروں کو اُکسایا کہ ان کے قتل کی سازش کریں اور ان کی رسالت کو ناکام بنانے کے لیے ان کے ساتھ لڑائیاں لڑیں۔

⑨ رسول اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ انگارہ لے کر سامنے سے نمودار ہوا اور قریب تھا کہ آپ ﷺ کو اس سے نقصان پہنچے، لیکن آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے پناہ لی اور اس پر اللہ کی لعنت بھیجی جس پر وہ بھاگ گیا۔^①

⑩ اسی طرح یہودیوں کو ورغلايا اور انہوں نے آپ ﷺ پر جادو کیا۔ جس جادوگر پہلے مفصل ہو چکا ہے۔

الغرض جب اس کی یہ حالت تھی کہ وہ انبیاء علیہم السلام تک سے نہیں چوکتا اور سید الانبیاء

ﷺ کو نماز کی حالت میں چھیڑا تو اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے شر سے مخلصی پانا کس قدر دشوار ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کا فضل شامل نہ ہو تو معاملہ نہایت سخت ہے۔

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا﴾

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿سورة النور: ۲۱﴾

”اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو

کوئی بھی تم میں سے ہرگز اُس کے شر سے مخلصی پا کر پاکیزہ نہ بنتا۔ لیکن اللہ

تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے قانون حکمت کے مطابق پاکیزہ بناتا اور اس

کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔“

اب ضروری ہے کہ ان دو سورتوں (معوذتین) کی تلاوت کے ذریعے اس وسواس کے

شر سے پناہ طلب کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ))^①

”شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔“

اور انسان کو ورغلائے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔ لہذا اس سے تحفظ چاہیے۔ اُس

حارس کو اپنا بیٹے جو شیطان کے وسواس سے بندوں کو بچا سکے۔

شیطانی شر کی اقسام:

شیطانی شر کے چھ قسمیں ہیں۔ اگرچہ ہر ایک قسم کا شر جو دنیا میں موجود ہے اس کی

ابتداء شیطان سے ہے اس لیے شر کی قسموں کا شمار کرنا قدرے دشوار ہے۔ لیکن اس کی بڑی بڑی

چھ قسمیں ہیں اور وہ ہمیشہ انسان کو انہیں میں سے کسی ایک میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان

شروک کا ذکر ہم مختصر طور پر کر کے اصل تفسیر کی طرف لوٹتے ہیں۔

.....

① شرک و کفر:

سب سے بڑا شرک و کفر ہے، جس کا نتیجہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دشمنی ہوتی ہے اور جس کی عقوبت، آخرت میں ابدی جہنم ہے۔ شیطان سب سے پہلے انسان کو اسی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائے تو گویا اس کے دل کی مراد پوری ہو جاتی ہے کیونکہ ایسا شخص (العیاذ باللہ) ابلیس کا داعی اور اس کا نائب بن جاتا ہے۔

② بدعت:

اگر پہلی قسم میں وہ کامیاب نہ ہو تو پھر وہ آدمی کو بدعت کی طرف بلاتا ہے اور اس کو وہ فسق و فجور پر ترجیح دیتا ہے کیونکہ پہلی قسم کا تعلق اعتقاد سے ہے اور اس دوسری قسم کا تعلق عمل کی خرابی سے ہے۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اکثر اوقات انسان کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اس لیے وہ عموماً توبہ پر مائل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ بدعت کو آدمی اپنے زعم میں برا سمجھتا ہی نہیں بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں ایک اچھا کام کر رہا ہوں اس لیے وہ اس سے تائب نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے تائب ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔

بدعت کی بنیاد مخالفتِ رسول ﷺ پر ہے اس لیے اس کا درجہ شرک اور کفر کے قریب قریب ہے، لہذا بدعت کی طرف بلانا شیطانِ لعین کا مرغوب اور پسندیدہ مشغلہ ہے اور اس کو شش میں وہ کامیاب ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے نائبوں کی تعداد میں ایک اور کا اضافہ کر دیا۔ دراصل بدعت کا نقصان کفر اور شرک سے کچھ کم نہیں بلکہ بعض اوقات اس کا شران سے بڑھ کر خرابی پیدا کرتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کا دوست نما دشمن اور اس کا بدعت کی طرف بلانا شہد میں زہر ملا کر دینے کی حیثیت رکھتا ہے۔

③ کبار:

اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے سنت پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشی ہو تو شیطان کا تیسرا داؤ

یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو کبار کے ارتکاب پر آمادہ اور اس میں مبتلا کر دے اور اگر وہ شخص عالم ہے اور لوگ اس کو قابلِ اقتداء سمجھتے ہیں تو شیطانِ لعین کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کو پھسلادے تاکہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں اور اس کے فیضِ صحبت سے جو تھوڑا بہت فائدہ ہو رہا تھا اس کا دروازہ بند ہو جائے۔ جب وہ بد قسمتی سے گناہ کر بیٹھتا ہے تو پھر اس (شیطان) کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کو لوگوں میں شہرت دے اور عوام میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہوتی جو ابلیس کے نائب بن کر اس عالم کی اس لغزش کو مشہور کرتے پھرتے ہیں اور بزعمِ خود اس کو ایک ثواب کا کام سمجھتے ہیں، ایسے لوگوں کو ابلیس کا نائب اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ

أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (سورة النور: ۱۹)

”جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں کی بری بات مشہور ہو جائے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

④ صغائر:

اگر شیطان کو اس کوشش میں بھی مایوسی ہو اور وہ کبیرہ کے ارتکاب پر بھی کسی کو مائل نہ کر سکے تو وہ صغائر کرا لینے پر اکتفاء کرتا ہے کیونکہ صغائر بھی جمع ہو کر کبیرہ کی طرح انسان کی ہلاکت کا باعث ہو سکتے ہیں۔
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

”حقیر گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی قوم بیابان میں اتر پڑے اور ہر ایک ان میں سے جا کر جنگل سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا لائے۔ یہ ٹکڑے جمع کر کے ایک بڑی آگ مشتعل کی جاسکتی ہے۔ جس پر روٹی پکا سکتے اور کباب بھون سکتے

ہیں۔ (یہ حدیث بالمعنی روایت کی گئی ہے) ①

صغائر کے ارتکاب میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ مرتکب ان کو بہت ہلکا اور ناقابلِ اعتناء سمجھ کر ان کو ارتکاب کرتا ہے لیکن کسی کبیرہ کا کرنے والا جو اپنی عاقبت کی بابت، ہراساں ہے اس سے بہت بہتر ہے جو صغائر کو حقیر سمجھ کر ان کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔

⑤ مباحات:

شیطان کے شرکی پانچویں قسم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صغائر کا بھی ارتکاب نہیں کرتا تو وہ اس کو ایسے مباحات (جن کے کرنے نہ کرنے میں ثواب عذاب نہیں) میں مشغول کر دیتا ہے۔ جن میں مشغول رہ کر انسان ثواب کے کاموں سے محروم رہتا ہے اور جن کا ثواب باوجود قدرت کے کھو بیٹھنا نقصانِ عظیم ہے، شیطان کو اس سے بھی خوشی ہوتی ہے کہ وہ کسی کو ثواب اور درجات کے حاصل کرنے سے محروم کر دے۔

⑥ افضل عمل سے باز رکھنا:

اگر کوئی صاحبِ بصیرت شخص اپنے وقتِ عزیز کا اس قدر خیال رکھتا ہے کہ اس کو مباحات میں بھی ضائع نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ اس کا ایک ایک لمحہ اگر کسی نیک کام میں صرف کیا جائے تو اس سے ملکِ ابد کے درجاتِ عالیہ خریدے جاسکتے ہیں تو ایسے شخص کے ساتھ شیطان ایک اور داؤ کھیلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ افضل عمل سے باز رکھ کر عملِ مفضول (جو پہلے کے مقابلہ میں کمتر ثواب کا موجب ہو) میں مشغول کر دیتا ہے تاکہ انکو کم از کم ثواب کی زیادتی سے محروم کر دے۔ یہ ایک ایسا دامِ فریب ہے کہ جس کا پول اکثر لوگوں پر نہیں کھلتا اور بڑے بڑے عابد اس میں گر پڑتے ہیں کیونکہ جب ایک شخص اپنے دل میں کسی نیکی اور کارِ ثواب کے کرنے کی رغبت پاتا ہے تو اسے گمان تک نہیں ہوتا کہ اس کا محرک اور ترغیب دہندہ شیطان ہے۔ لیکن

① بحوالہ تفسیر المعوذتین علامہ حافظ ابن قیم الجوزیہ، طبع دار الکتاب السلفیہ، لاہور

حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے اور شیطان اس کو کسی نیکی کے کرنے کی اس لیے ترغیب دیتا ہے کہ اس کو اس بہتر نیکی سے مانع ہو جس کے کرنے سے اس کو بہت زیادہ ثواب حاصل ہو سکتا تھا۔

﴿الْخَنَاسُ﴾ کی تفسیر

خناس کے معنی:

خناس کا مادہ ”خَنَسَ“ ہے۔ جس کے معنی ہیں ظہور میں آنے کے بعد چھپ جانا اور پیچھے ہٹ جانا۔ قرآن میں ہے:

﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَاسِ﴾ (سورۃ تکویر: ۱۵)

”میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو ظہور میں آنے کے بعد چھپ جاتے ہیں۔“

خناس کا معنی یہ بھی ہے، سکڑنے والا اور سمٹنے والا۔ شیطان سکڑتا بھی اور سمٹتا بھی ہے۔ پیچھے بھی ہٹتا ہے، دوڑتا بھی ہے اور بڑا ڈرپوک ہے۔ وہ بھاگ بھی جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان سکڑ کر وہاں سے بھاگتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بندوں کی نماز کو خراب کرنے کے لیے شیطان مسجد میں آ جاتا ہے:

((إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأَذُّبَ، فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا تُبِىَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ أَذْكُرُ كَذَا، أَذْكُرُ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ؛ حَتَّى يَظُلَّ الرَّجُلُ لَا يَذْكُرُ كَمَا صَلَّى)) ①

① ((صَلَّى))

”جب نماز کے لیے آذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بڑی تیزی کے ساتھ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ تاکہ آذان کی آواز نہ سن سکے۔ اور جب آذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے۔ لیکن جوں ہی اقامت شروع ہوتی ہے وہ پھر بیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔ جب اقامت بھی ختم ہو جاتی ہے تو شیطان دوبارہ آ کر فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر۔ ان باتوں کی شیطان یاد دہانی کراتا ہے جن کا اسے خیال بھی نہ تھا۔ اور اس طرح اس شخص کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اُس وقت شیطانِ رجیم، شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو کہ ”اے اللہ! اس شیطانِ مردود سے پناہ دے۔“

اس کا معنی یہ ہے کہ اس سورۃ میں بتایا گیا کہ شیطان کے شر سے بچاؤ کا طریقہ کیا ہے؟ اللہ کا ذکر کثرت سے ہوگا تو شیطان خناس بن جاتا ہے، سمنٹا، سکڑتا، دوڑتا اور بھاگتا ہے۔ لہذا کثرت ذکر جو ہے وہ شیطان کے وساوس کا علاج ہے۔

الغرض جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے قلب پر چھا جاتا ہے اور اس کے دل میں قسم قسم کے وسوسے ڈالتا ہے جو مختلف گناہوں کے ارتکاب کا بیج بوتا ہے لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے اور اس کے ساتھ شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ لے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور ظاہر ہونے کے بعد پھر چھپ جاتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے تمثیلی پیرائے میں اس کو اس طرح بیان کیا ہے کہ شیطان اپنی کتے جیسی تھوٹھنی آدمی کے قلب پر رکھے رہتا ہے لیکن جب آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اپنے اڈے کو چھوڑ دیتا ہے۔

تفسیر ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾

﴿الَّذِي يُوسَّوْسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾

”جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے وہ خواہ جن ہو خواہ انسان ہو۔“

یعنی جن و انسان موذی بھی ہو سکتے ہیں و وسوسہ بھی ہو سکتے ہیں۔ کچھ شیطان جن ہوتے ہیں۔ کچھ شیطان انسان ہوتے ہیں۔ کچھ انسان شیطان ہوتے ہیں، بلکہ شیطانوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ اتنے بدتر کہ شیطان بھی اُن کے شر سے متاثر ہو کر، ان کے پلید لباس سے متاثر ہو کر اُن کے چیلے بن جاتے ہیں۔ جس طرح بعض نیک لوگ ہوتے ہیں جن کا علم، ان کا زہد، ان کا تقویٰ مثالی ہوتا ہے تو نیک جن اُن کے پاس آ جاتے ہیں۔ ان سے تلمذ کرتے ہیں، اُن سے پڑھتے ہیں، کسب فیض کرتے ہیں، اُن کی صحبت سے متمتع ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض شیطان کی طرح خبیث ہوتے ہیں، اتنے بد کردار، اتنا اُن کا سازشی ذہن ہوتا ہے کہ شیطان بذاتِ خود حیران ہوتا ہے کہ یہ تو مجھ سے بھی آگے ہیں۔ یہ تو ہمیں بھی کاٹ گیا۔ اُس کے پاس آتے ہیں اور آ کر کہتے ہیں تو ہمارا گروہ ہم تیرے چیلے ہیں۔

یا اللہ! خواہ! وہ شیطان جنوں سے ہو یا خواہ وہ انسانوں سے ہو ہم ہر ایک کے شر سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام شرور سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

شیطان کے شرور سے بچاؤ

① معوذتین:

شیطان کے شرور سے بچاؤ کے لیے یہ مذکورہ دونوں سورتیں پڑھا کریں۔

② آیت الکرسی:

شیطان کے شر سے بچاؤ کے لیے آیت الکرسی بھی پڑھا کریں۔ سنن نسائی اور صحیح

ابن حبان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَحِلَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ))^①

”جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اس کے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان موت کے علاوہ کوئی رکاوٹ نہیں۔“

اور ”اس کو پڑھ کر سوؤ گے تو صبح تک اللہ کی طرف سے محافظ تمہاری حفاظت کرے گا۔“^②

③ ایک اور ورد:

اس کے علاوہ ایک ورد یہ ہے:

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))^③

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہت اور اُسی کے لیے ہی ہر تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔“

صحیح بخاری و مسلم، ترمذی و ابن ماجہ اور مسند احمد میں اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”جو شخص دن میں سو بار یہ پڑھ لے تو اللہ رب العزت اُس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے۔ نیکی اُسے عطا فرماتا ہے۔ اور سو گناہ اُس کے معاف کر دیتا ہے اور اُس دن اسے شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔“^④

① صحیح بخاری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

② صحیح الجامع: ۴۲۳۵-۴۲۳۷

③ نسائی: ۳۳۸۱/۲

④ صحیح بخاری و صحیح مسلم

④ ذکر الہی:

اللہ کا ذکر بکثرت کیجئے اور ان دونوں سورتوں کو پڑھیئے۔ اللہ کے پیغمبر کے صبح و شام کے اذکار میں یہ سورتیں شامل تھیں۔ فجر کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ یہ پڑھتے اور مغرب کے بعد بھی تین مرتبہ پڑھتے۔ ہر نماز کے بعد ایک ایک بار پڑھتے اور سونے کے وقت تین تین مرتبہ پڑھتے۔ اور ان کے شروع میں سورت اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ...﴾ بھی پڑھا کرتے تھے۔
⑤ بکثرت ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ)) اور ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) پڑھا کریں۔

⑥ سورۃ البقرہ اپنے گھروں میں پڑھا کریں۔

⑦ خصوصاً آیۃ الکرسی کے علاوہ آخری دو آیتیں روزانہ پڑھنا ہرگز نہ بھولیں۔

⑧ اپنے غصے پر قابو رکھیں کیونکہ یہ شیطان کی راہیں ہموار کرتا ہے۔

⑨ فضول گوئی اور لغو حرکات سے گریز کریں کہ یہ شیطانی تسلط کا باعث بنتی ہیں۔

⑩ پر خوری کی عادت چھوڑ دیں کیونکہ شکم سیری میں شیطان کا غلبہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہر طرح کے فتنوں اور

شرور سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

